مطالعہ قرآن

ڈاکٹر اسرار احمد

سُورَۃُ الْاَنْعَام (رکوع ۹)

(ایک تقریر جو ۴ جون ۷۶ء کی شام کو ریڈیو پاکستان لاہور سے نشر کی گئی)

سُورۃ الانعام کے بارے میں پہلے ایک موقع پر یہ عرض کیا جا چکا ہے کہ اس میں از اوّل تا آخر مشرکین اور منکرینِ آخرت و نبوّت کے ساتھ ایک مسلسل مجادلے کا رنگ ہے۔ اس کا نواں رکوع جو تعدادِ آیات کے اعتبار سے بھی تقریباً وسط میں ہے' اپنے مضامین کی جامعیّت کے اعتبار سے گویا اس پوری سورت کے عمود کی حیثیّت رکھتا ہے۔

اس رکوع میں پہلے نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے مشرکین سے دوٹوک الفاظ میں اعلان براءت کرایا گیا جس میں تمثیل کے انتہائی بلیغ و فصیح پیرائے میں ان کی گمراہی و ضلالت پر شدید تنقید بھی ہے اور اپنے ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت کا پورے جوش اور ولولے کے ساتھ اقرار و اعلان بھی ـــــ فرمایا گیا:

"کہہ دو کہ کیا ہم بھی اللہ کو چھوڑ کر ان چیزوں کو پکارنے لگیں جو ہمیں نہ تو کوئی نفع پہنچا سکتی ہیں نہ نقصان، گویا ہم اللہ سے ہدایت پا جانے کے بعد دوبارہ گمراہی کی طرف لوٹ جائیں' اور اس شخص کی مانند بن جائیں جسے شیطانوں نے بیابان میں بھٹکا دیا ہو اور وہ حیران و سرگرداں پھر رہا ہو در آں حالیکہ اس کے ساتھی اسے پکار رہے ہوں کہ ہماری طرف آؤ، یہ سیدھی راہ موجود ہے ـــــ (اے نبی ڈنکے کی چوٹ) کہہ دو کہ ہدایت تو بس اللہ ہی کی ہدایت ہے اور ہمیں تو حکم ملا ہے کہ ہم اپنے آپ کو مالکِ کائنات کے حوالے کر دیں' اور (اُسی کا حکم ہے کہ) نماز قائم کرو اور اس سے ڈرتے رہو۔ اور اسی کے حضور تم سب جمع کیے جاؤ گے ـــــ اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو برحق پیدا کیا، اور جس دن اس کا حکم ہو گا کہ (بعث بعد الموت اور حشر و نشر) ہو جا تو وہ ہو جائے گا۔ (اس لیے کہ) اس

کا امر شدنی ہے۔ اور جس روز صور پھونکا جائے گا اُس روز کامل اختیار اُسی کے ہاتھ میں ہو گا۔ وہ غائب و حاضر سب کا علم رکھنے والا ہے اور وہ حکیم بھی ہے اور خبیر بھی" (۱۷۔۷۴)

اس کے بعد بطورِ مثال اس مجادلے اور محاجّے کا ذکر کیا گیا ہے جو ابوالانبیاء، امام النّاس حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبیّنا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام اور ان کے والد اور پوری قوم کے مابین ہوا، جس میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے نہایت حکیمانہ انداز میں درجہ بدرجہ استدلال کے ساتھ کواکب پرستی کا رد کرتے ہوئے انہیں توحیدِ خالص کے اُس مقام تک لا پہنچایا جس کی ہدایت اللہ نے انہیں عطا فرمائی تھی۔ چنانچہ انہوں نے ماحول سے سراسر بے نیاز اور اس راہ کے مصائب و مشکلات سے قطعاً بے پرواہ ہو کر اس ظلمت کدۂ شرک میں توحید کا نعرۂ مستانہ بلند کر دیا۔ ارشاد ہوا:

"اور یاد کرو جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ آزر سے کہا: کیا آپ بتوں کو معبود بنائے بیٹھے ہیں؟ مجھے تو آپ اور آپ کی پوری قوم کھلی گمراہی میں نظر آ رہی ہے۔ اور اسی طرح ہم ابراہیمؑ کو آسمانوں اور زمین کی خدائی بادشاہی کے حقائق کا مشاہدہ کراتے رہے تھے تاکہ (وہ دوسروں پر بھی حجّت قائم کر سکے) اور خود بھی کاملینِ یقین میں سے ہو جائے۔ چنانچہ جب رات طاری ہوئی اور اُس نے ایک تارا دیکھا تو وہ بولا: "یہ ہے میرا رب"! اور جب وہ تارا ڈوب گیا تو اُس نے کہا: میں ڈوب جانے والوں کو اپنا محبوب (و مطلوب) نہیں بنا سکتا"۔ پھر جب اُس نے چاند کو چمکتے دیکھا تو کہا: "یہ ہے میرا رب"! اور جب وہ بھی ڈوب گیا تو اس نے کہا: "اگر میرے رب نے میری رہنمائی نہ فرمائی تو میں تو گمراہوں میں سے ہو جاؤں گا"! پھر جب اُس نے سورج کو ضوفشانی کرتے دیکھا تو کہا: "یہ ہے میرا رب! یہ سب سے بڑا ہے"! پھر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو اُس نے کہا: "اے میری قوم! میں تو ان سب سے بری ہوں جنہیں تم نے خدائے واحد کے ساتھ شریک ٹھہرا رکھا ہے۔ میں نے تو اپنا رُخ ہر جانب سے یکسو ہو کر اس ہستی کی طرف کر لیا ہے، جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا ـــــ اور (سن رکھو کہ) میں ہرگز مشرکوں میں سے نہیں ہوں"! (۷۵ ـ ۸۰)

قوم حضرت ابراہیمؑ کے اس طرزِ استدلال کے آگے تو لاجواب ہو کر رہ گئی، لیکن جیسا کہ دلیل کے میدان میں مات کھا جانے والے ہٹ دھرم لوگوں کا دستور ہے اُس نے اِدھر اُدھر کی کج

بحثی اور کٹ حجتی بھی شروع کر دی اور حضرت ابراہیمؑ کو دھمکانا بھی شروع کر دیا کہ اگر تم نے ہمارے مزعومہ معبودوں کا انکار کیا تو تم پر اُن کی پھٹکار اور لعنت پڑ کر رہے گی اور تم کہیں کے نہ رہو گے۔ اُن کی اس تخویف و تحذیر کا جواب اس مردِ مُوحّد (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) نے ؎

"آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں رُوباہی"

کے مصداق جس بے باکی سے دیا اُسے قرآنِ حکیم ہی کے الفاظ میں سنیئے!

"اور اُس کی قوم اُس سے جھگڑنے لگی تو اُس نے کہا: "کیا تم اللہ کے بارے میں مجھ سے جھگڑتے ہو، درآں حالیکہ وہ مجھے ہدایت فرما چکا ہے اور (اچھی طرح سن رکھو) میں ہرگز نہیں ڈرتا اُن سے جنہیں تم نے اُس کے ساتھ شریک سمجھ رکھا ہے، الّا آنکہ میرا ربّ ہی جو کچھ چاہے میرے ربّ کا علم ہر شے کو محیط ہے۔ کیا تمہیں دھیان نہیں آتا! ـــــ اور آخر میں تمہارے مزعومہ شرکاء سے کیوں ڈروں جب کہ تمہیں خوف نہیں آتا کہ تم نے اللہ کے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک ٹھہرا لیا ہے جن کے لیے اس نے کوئی سند نازل نہیں فرمائی۔ پھر (اگر تم سُوجھ بُوجھ سے بالکل عاری نہیں ہو گئے ہو تو خود غور کرو کہ ہم) دو فریقوں میں سے بے خوفی کا زیادہ مستحق کون ہے؟ (کان کھول کر سُن لو) جو لوگ ایمان لائے اِس شان کے ساتھ کہ انہوں نے اپنے ایمان میں کوئی آمیزش اور آلودگی شرک کی باقی نہ رہنے دی تو اطمینان اور بے خوفی بھی انہی کا حصّہ ہے اور ہدایت و راہ یابی بھی۔" (۸۱-۸۲)

گویا اس طرح ایک[۱] طرف تو مشرکینِ مکّہ کے سامنے ایک بار پھر انہی کے جدِّ امجد کے حوالے سے دعوتِ توحید پُورے شرح و بسط کے ساتھ آگئی اور اُن پر واضح کر دیا گیا کہ آج پھر تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے۔ چنانچہ اب ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ٹھیک اسی مقام پر ہیں جہاں آج سے اڑھائی ہزار سال قبل تمہارے اور ان کے جدِّ امجد حضرت ابراہیم علیہ السّلام تھے۔ اور تمہاری بدبختی کہ تم نے ٹھیک وہی روش اختیار کر لی ہے جو ابراہیمؑ کی قوم نے اختیار کی تھی۔ اور دوسری[۲] طرف ایمان کی اصل حقیقت پر سے پردہ اٹھا دیا گیا کہ جب انسان ہر جانب سے یکسُو ہو کر خدائے واحد و قہّار پر ایمان لے آتا ہے تو اُس کے دل سے ماسوا کا خوف بالکل زائل ہو جاتا ہے اور وہ اُس ولایتِ

خداوندی سے بہرہ ور ہو جاتا ہے جس کا اصل ثمرہ رنج و غم اور خوف و ہراس کی تمام صورتوں سے مکمل رُستگاری ہے بلفحوائے آیت قرآنی: اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

اِن آیاتِ مبارکہ کے بارے میں بعض لوگوں کو یہ مغالطہ ہوا ہے کہ شاید ان میں خود حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے ذہنی ارتقاء کے مختلف مدارج کی رُوداد بیان ہوئی ہے۔ گویا اُن کے نزدیک حضرت ابراہیمؑ خود بھی شرک سے تدریجاً توحید تک پہنچے۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السّلام ابتدا ہی سے فطرتِ سلیمہ سے بتمام و کمال بہرہ ور ہوتے ہیں اور کسی نبیؑ پر کوئی ایک دن بھی حالتِ شرک میں نہیں گزرا۔ وہ اوّل روز ہی سے مُوَحّدِ کامل ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں ان آیات میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا اپنی قوم سے مُحاجّہ و مجادلہ بیان ہوا ہے جس میں حضرت ابراہیمؑ ایک لطیف استدراجی طرزِ استدلال سے اپنی قوم پر حُجّت قائم کرتے چلے گئے اور رفتہ رفتہ انہیں اس مقام پر لے آئے جہاں توحیدِ خالص کا کامل انکشاف اُن کے قلوب و اذہان پر ہو گیا۔ اس پر شاہدِ عادل ہیں اگلے رکوع کی پہلی آیت کے الفاظ: وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ○ یعنی "یہ تھی ہماری وہ حجّت جو ہم نے ابراہیمؑ کو اُس کی قوم کے مقابلے میں عطا فرمائی۔ ہم جسے چاہتے ہیں درجے پر درجے عطا کرتے چلے جاتے ہیں۔ یقیناً تمہارا رب حکیم بھی ہے اور علیم بھی"۔

یہ دوسری بات ہے کہ قوم پر اس کے باوجود عصبیّتِ جاہلیّت غالب آ گئی، اور اُس نے کج بحثی شروع کر دی۔ چنانچہ جیسا کہ ایک داعیِ حق کا طریقہ ہونا چاہیے حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے نہایت باوقار لیکن دوٹوک الفاظ میں توحیدِ خالص کا اعلان کر کے قوم سے علیحدگی اختیار کر لی۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

قرآن حکیم کی مقدس آیات اور احادیث نبوی آپ کی دینی معلومات میں اضافے اور تبلیغ کے لیے اشاعت کی جاتی ہیں۔ ان کا احترام آپ پر فرض ہے۔ لہٰذا جن صفحات پر یہ آیات درج ہیں ان کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔